دینی علمی فکری ثقافتی

ماهنامه

2

الایمان

شوال المکرم 1434ھ مطابق اگست 2013

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

* علم تجوید اور اس کی اہمیت

* عید الفطر اللہ سے انعام و اکرام ملنے والا دن

* وقت کی اہمیت

* امام زمانہ کا قیام

* جنت البقیع مورخین کی نظر میں

* واجبات نماز

* بچے کی تربیت میں باپ کا کردار

* اپنی آرائش دین کی نظر میں

وحدت اسلامی کا علمبردار دینی، علمی، فکری اور ثقافتی مجلّہ

مدیر: مولانا کاظم رضا

ناشر: ادارہ الایمان

رابطہ: ضلع اٹک، تحصیل جنڈ، جھمٹ۔

03465096288

Razakazim13@yahoo.com

آؤ قرآن سیکھیں (علم تجوید اور اس کی اہمیت)

تجوید کے معنی:

بہتر اور خوبصورت بنانا۔

تجوید کی تعریف:

تجوید اس علم کا نام ہے جس سے قرآن کے الفاظ اور حروف کی بہتر سے بہتر ادائیگی اور آیات و کلمات پر وقف کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔

دنیا کی ہر زبان اپنی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی رکھتی ہے کہ اس کا طرز و لہجہ دوسری زبانوں سے مختلف ہوتا ہے اور یہی لہجہ اس زبان کی شیرینی، چاشنی اور اس کی لطافت کا پتا دیتا ہے۔

جب تک لہجہ و انداز باقی رہتا ہے زبان دلچسپ اور شیریں معلوم ہوتی ہے اور جب لہجہ بدل جاتا ہے تو زبان کا خاصہ ختم ہو جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ کسی زبان کو سیکھتے وقت اور اس میں تکلم کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اس کے الفاظ اس انداز سے ادا ہوں کہ جس انداز سے اہل زبان ادا کرتے ہیں اور اس میں حتی الامکان وہی لہجہ باقی رکھا جائے جو اہل زبان کا لہجہ ہے۔

اردو زبان میں بے شمار الفاظ ہیں جن میں ت اور د کا لفظ آتا ہے اور انگریزی زبان میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے۔ انگریزی بولنے والا جب اردو کے ایسے لفظ کو استعمال کرتا ہے تو تم کے بجائے ٹم اور دین کے بجائے ڈین کہتا ہے جو کسی طرح بھی اردو کہے جانے کے لائق نہیں ہے۔

یہی حال عربی زبان کا بھی ہے کہ اس میں بھی الفاظ و حروف کے علاوہ تلفظ و ادائیگی کو بھی بے حد دخل ہے اور زبان کی لطافت کا زیادہ حصہ اسی ایک بات سے وابستہ ہے۔ اس کے سیکھنے والے کا فرض ہے کہ ان تمام آداب پر نظر رکھے جو اھل زبان نے اپنی زبان کے لئے مقرر کئے ہیں۔

علم تجوید کی اہمیت و ضرورت:

شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ انسان ایسی زبان کو حاصل ہی کیوں کرے جس میں اس طرح کے قواعد ہوں اور جس کے استعمال کے لئے غیر معمولی اور غیر ضروری زحمت کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ ایک غیر مسلم تو یہ بات سوچ سکتا ہے مگر ایک مسلمان کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم اس کا دستور زندگی عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس کی دنیا و آخرت کا پیغام عربی زبان میں ہے اور وہ دستور اور قانون زندگی ہونے کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ بھی ھے۔

یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص قرآن کریم کے ماننے والوں میں شمار ہو اور اس کی طرف سے بے توجہ ہو جائے۔ لہٰذا جب توجہ کرے گا تو تلاوت کرنا ہو گی اور جب تلاوت کی منزل میں آئے گا تو ان تمام اصول و آداب کو سیکھنا پڑے گا جن سے زبان کا حسن و امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔

قرآن مجید تو خود بھی حکم دیتا ہے کہ مجھے ترتیل کے ساتھ پڑھو اور اس کا منشاء بھی یہی ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے تو انھیں شرائط و آداب کے ساتھ جن سے اس کی عظمت اور اس کا حسن وابستہ ہے۔

تلاوت قرآن کریم کے علاوہ دین اسلام نے نماز میں حمد و سورہ وغیرہ واجب کیا ہےاور واضح طور پر بتا دیا کہ تلاوت قرآن ھر مسلمان کا فرض ھے نیز تلاوت عربی زبان کے بغیر نھیں ھو سکتی۔

زبان کا عربی رہ جانا بھی اس بات پر موقوف ھے کہ اس کے آداب و شرائط کا لحاظ رکھا جائے اور اس میں کوئی ترمیم اور تبدیلی نہ کی جائے۔ جس کے بعد یہ کہنا بھی صحیح ھے کہ علم تجوید اپنی تفصیلات کے ساتھ نہ سھی لیکن اتنی مقدار تک واجب ضرور ھے اکہ انسان اپنی نماز میں الحمد اور سورہ صحیح پڑھے ور اس کے بغیر نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے اور نماز ہی کی قبولیت پر سارے اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے۔ اب اگر کوئی شخص تجوید کے ضروری قواعد کو نظر انداز کر دیتا ہے تو قرأت قرآن کی طرح اسکی نماز بھی درست نہیں ہے اور جب نماز درست نہیں ہے تو اس کے سارے اعمال کی قبولیت پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے اور یہی علم تجوید کی عظمت و برتری کی بہترین دلیل ہے۔

(جاری ھے)

عید الفطر اللہ سے انعام و اکرام ملنے والا دن

عید الفطر روزے داروں کے لیے انعام و عطا کا دن ہے۔ رمضان المبارک میں کی گئی عبادت و ریاضت، اطاعت و بندگی، تسبیح و تہلیل، حمد و ثناء، درود و سلام اور سحر و افطار کے اجر و ثواب انعام و اکرام کیساتھ نزول قرآن کی برکتوں اور عظمتوں سے عبارت کیا گیا ہے۔

عید الفطر کا دن الانعام و کرام کا دن ہے ان خوش قسمت اور با مراد لوگوں کے لیے جنہوں نے رمضان المبارک کی پر نور ساعتوں سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا، جنہوں نے ان لمحات کو غنیمت جانا اور دل کے ویران اور تنگ و تاریک گوشوں کو عرفان و ایقان کی کرنوں سے منور کیا۔ جن کی جبینوں میں سجدے مچلتے رہے۔ جنہوں نے رات اپنے پہلوئوں کو بستروں سے جدا رکھا اور معبود کا قرب پانے کے لیے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے بے قرار اور بے چین رہے۔ جن کی آنکھوں سے ندامت اور پشیمانی کے آنسو سیل رواں بن کر بہتے رہے۔ جنہوں نے قرآن مجید کے نور اور اس کی ضیا پاشیوں سے اپنی روح کے مہیب اندھیروں کو اجالا بخشا، جنہوں نے اذان و اقامت کی روح پرور صدائوں سے اپنے خیالات اور تخیلات کو پاکیزگی بخشی۔ جنہوں نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ جو رمضان المبارک کا پہلا عشرہ شروع ہوتے ہی اس کی بارگاہ میں اشکوں کے چراغوں سے اجالا کرکے ہاتھ اٹھا اٹھا کر اس کی رحمت کو پکارنے لگے۔

دوسرا عشرہ آیا تو مغفرت کی جستجو اور طلب میں سر گرداں ہو گئے۔ کبھی غفلتوں اور سرکشیوں کے سمندر میں ڈولتی ہوئی اپنی کشتی حیات کو دیکھتے تو کبھی اس کے بے پایاں کرم کی وسعتوں کو دیکھتے اور اس باران رحمت کو دیکھتے جو سب کو یکساں سیراب کرتی ہے۔

تیسرا عشرہ آتے ہی جہنم سے آزادی کا پروانہ لینے کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ اور جب رمضان المبارک لیل و نہار کی ان مقدس ساعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر رخصت ہو جاتا ہے تو رب العزت کے یہ بندے اس کے محبوب کی سنت کو ادا کرتے ہوئے نماز عید کے لیے جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر اس دن رب العالمین اپنے فرشتوں میں نماز عید کے اجتماعات میں موجود بندوں پر فخر فرماتا ہے۔

وقت کی اہمیت

بے شک انسان کے پاس سب سے نفیس ترین اور سب سے قیمتی چیز وقت ہی ہے۔ ہم اپنے عمل اور کوشش سے جو بھی حاصل کرنا چاہیں اس کی کامیابی کا راز وقت کے درست استعمال میں ہی پوشیدہ ہے۔ یہ وقت افراد اور جامعہ دونوں کے لیے ایک حقیقی سرمایہ ہے۔

وقت کی اہمیت کا اندازہ ہم اس سے لگا سکتے ہیں کہ خدا وند متعال نے مقدس کتاب قرآن کریم کی ایک سورہ مبارکہ کا نام " العصر " یعنی زمان یا وقت رکھا اور قرآن میں اور بھی جگہوں پر وقت کی قدر کا ذکر ملتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ: " قیامت کے دن انسان کی عمر سے عام طور پر اور اس کی جوانی کے متعلق خاص طور پر پوچھا جائے گا کہ یہ کس راستے میں گزاری گئی۔ "

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: " اس سے پہلے کہ مصروف ہو جاؤ فرصت کو غنیمت جانو "

یہ مختصر طور پر بیان کی گئی باتیں وقت کی اہمیت کو ظاہر کر رہی ہیں۔ اس لیے یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ خود کو منظّم کرتے ہوئے وقت کا صحیح استعمال کریں۔

وقت کی خصوصیات

☆ وقت بڑی تیزی کے ساتھ گزر جاتا ہے۔ وقت ایک تند و تیز ہوا کی مانند ہے جو بادل کی طرح تیزی کے ساتھ گزر جاتا ہے۔ کبھی یہ خوشی کے ساتھ گزرتا ہے تو کبھی غم کے ساتھ ۔ (نازعات / یونس)

☆ وقت کبھی لوٹ کر نہیں آتا ہے ۔

☆ انسان کے ہاتھ میں سب سے زیادہ قیمتی چیز وقت کی صورت میں ہی ہے۔

ہم پر لازم ہے کہ وقت کی ان خصوصیات کو درک کرتے ہوئے ان کو اپنی زندگی کا کامیابی کے ساتھ حصّہ بنائیں ۔ (تحریر: سید اسد اللہ ارسلان)

امام زمانہ کا قیام

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے قیام اور ظہور پر نور کے سلسلے امام جعفر صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ: "ہمارے قائم جمعہ کے دن قیام کریں گے"۔

الف) ظہور کا اعلان

حضرت مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہالشریف) کے ظہور کا اعلان سب سے پہلے آسمانی منادی کے ذریعہ ہوگا اس وقت آنحضرت خانہ کعبہ کے پاس ہوں گے اور حق کی دعوت کے ساتھ اپنے ظہور کا اعلان کریں گے۔

حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام) فرماتے ہیں: کہ حضرت مہدی (عج) مکہ میں نماز عشاء کے وقت ظہور کریں گے جب کہ پیغمبر (ص) کا پرچم، تلوار اور پیراہن ہمراہ لئے ہوں گے اور جب نماز عشاء پڑھ چکیں گے تو آواز دیں گے: اے لوگو! تمہیں خدا اور خدا کے سامنے (روز قیامت) کھڑے ہونے کو یاد دلاتا ہوں۔ جو (خدا) تم پر دنیا میں اپنی حجت تمام کر چکا ہے. انبیاء بھیجے، قرآن نازل کیا۔ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس کا کسی کو شریک قرار نہ دو اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کرو، جسکے زندہ کرنے کا قرآن نے کہا ہے اسے زندہ کرو اور جس کے نابود کرنے کا حکم دیا ہے اسے نابود کرو، راہ ہدایت کے ساتھی بنو اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو اس لئے کہ دنیا کے فنا، زوال اور دواع کا وقت آچکا ہے۔ میں تمہیں اللہ، رسول، کتاب عمل اور باطل کی نابودی رسول اللہ کی سیرت کے احیاء کی دعوت دیتا ہوں۔

ب) پرچم قیام کا نعرہ

ہر حکومت کا ایک نشان ہوتا ہے تاکہ اسی کے ذریعہ پہچانی جائے اس طرح قیام وانقلاب بھی ایک مخصوص پرچم رکھتے ہیں کہ اس کا مونو گرام ایک حد تک اس کے رہبروں کے مقاصد کو نمایاں کرتا ہے حضرت مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کا عالمی انقلاب بھی مخصوص مونو گرام کا ہوگا اور اس پر شعار لکھا ہوگا۔ اگرچہ مونو گرام کے

شعار کے بارے میں اختلاف ہے لیکن ایک بات سب میں مشترک ہے وہ یہ کہ لوگوں کو حضرت (عج) کی اطاعت کی دعوت دے گا۔

ج) قیام سے کائنات کی خوشحالی

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی (عج) کا قیام انسانون کی خوشحالی کا باعث ہوگا اس خوشحالی کا بیان مختلف طریقوں سے ہے بعض روایتوں میں زمین اور آسمان والوں کی خوشی ہے اور بعض میں مردوں کی خوشحالی مذکور ہے ایک روایت میں قیام کے لئے استقبال کا تذکرہ ہے دوسری روایتوں میں مردوں کے زندہ ہونے کی آرزو کا تذکرہ ہے۔ رسول خدا فرماتے ہیں کہ: حضرت مہدی کے قیام سے تمام اہل زمین و آسمان پرندے درندے دریا کی مچھلیاں خوشحال و شاد ہوں گی۔

اس سلسلے میں حضرت امیر المؤمنین (علیہ السلام) فرماتے ہیں: کہ اس وقت حضرت مہدی (عج) ظہور کریں گے جب آپ کا نام مبارک زبان زد خاص و عام ہوگا اور لوگوں کے وجود حضرت مہدی (عج) کے عشق سے سرشار ہوں گے اس طرح سے کہ ان کے نام کے سوا کوئی اور نام نہ زبان زد ہوگا اور نہ یاد رہ جائے گا اور ان کی دوستی سے اپنی روح کو سیراب کریں گے۔

د) محرومین کی نجات

شک نہیں کہ حضرت مہدی (عج) کا قیام عدالت کی برقراری اور انسانی سماج سے تمام محرومیت کی بیخ کنی ہے اس حصے میں حضرت (عج) کے قیام کے وقت مظلوموں کے سلسلے میں جو آپ کا اقدام ہوگا کہ محروموں کی پناہ کا باعث ہو اُسے بیان کریں گے۔

رسول خدا فرماتے ہیں کہ: میری امت سے مہدی (عج) ظہور کریں گے خدا انھیں انسانوں کا ملجاء بنا کر بھیجے گا اس زمانے میں لوگ نعمت و آسائش میں زندگی گذاریں گے۔

جنت البقیع مورخین کی نظر میں

بقیع مدینہ منورہ میں ایک قبرستان ہے جس کی ابتدا ۳ شعبان ۳ھ کو عثمان بن مزون کے دفن سے ہوئی، اس کے بعد یہاں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کی تدفین ہوئی ۔آنحضرت (ص) کے دوسرے رشتہ دار صفیہ ،عاتکہ اور فاطمہ بنت اسد (ع) والدہ امیر المومنین علیہ اسلام بھی یہاں دفن ہیں تیسرے خلیفہ حضرت عثمان جنت البقیع سے ملحق باہر دفن ہوئے تھے لیکن بعد میں جنت البقیع کی توسیع کیوجہ سے ان کی قبر بھی بقیع کا حصہ بن گئی۔ بقیع میں دفن ہونے والوں کو آنحضرت خصوصی دعا میں یاد کرتے تھے اس طرح بقیع کا قبرستان مسلمانوں کے لئے ایک تاریخی امتیاز و تقدس کا مقام بن گیا۔

ساتویں صدی ہجری میں عمر بن جبیر نے اپنے مدینہ کے سفر نامہ میں جنت البقیع میں مختلف قبور پر تعمیر شدہ گنبدوں کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت ابراہیم (ع) فرزند آنحضرت (ص) عقیل ابن ابی طالب (ع)، عبداللہ بن جعفر طیار (ع)، امہات المومنین، عباس ابن عبدالمطلب (ع) کی قبور شامل ہیں۔ قبرستان کے دوسرے حصہ میں حضرت امام حسن (ع) کی قبر اور عباس ابن عبدالمطلب کی قبر کے پیچھے ایک حجرہ، جس کا نام بیت الحزن ہے جہاں جناب سیدہ حضرت فاطمہ الزہرء جاکر اپنے بابا کو روتی تھیں۔ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفر نامہ میں بقیع کا جو خاکہ بنایا ہے وہ اس سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ سلطنت عثمانی نے بھی مکہ اور مدینہ کی رونق میں اضافہ کیا اور مقامات مقدسہ کے فن تعمیر اور زیبائش میں اضافہ کیا اور ۱۸۷۸ء کے دوران دو انگریزی سیاحوں نے بھیس بدل کر ان مقامات کا دورہ کیا اور مدینہ کو استنبول کے مشابہ ایک خوبصورت شہر قرار دیا۔ اس طرح جنت البقیع کا قبرستان ایک قابل احترام جگہ رہی جو وقتاً فوقتاً تعمیر اور مرمت کے مرحلوں سے گزرتی رہی۔

۸ شوال ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء میں وہابی حملہ آور جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے جنت البقیع اور ہر وہ مسجد جو انکے راستہ میں آئی منہدم کر دیا اور سوائے روضہ نبوی (ص) کے کسی قبر پر گنبد و قبہ باقی نہ رہا۔ آثار ڈھا دیئے گئے اکثر قبروں کی تعویز اور لوحیں توڑ دی گئیں۔انہدام جنت البقیع کی خبر سے عالم اسلام میں رنج و غم کی ایک لہر پھیل گئی ساری دنیا کے مسلمانوں نے احتجاجی جلسے کئے اور قرار دادیں پاس کیں جس میں وہابی جرائم کی تفصیل دی گئی۔ آنے والے سالوں میں عراق، شام اور مصر سے حج اور دیگر امور کے لئے آنے والوں پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ وہابیت قبول کریں گے ورنہ ان کو نکال دیا جائیگا۔ ہزاروں مسلماں وہابیوں کے مظالم سے تنگ آکر مکہ اور مدینہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ مسلمانوں کے مسلسل احتجاج پر سعودی حکمرانوں نے مزارات کی مرمت کی یقین دہانی کی یہ وعدہ آج تک پورا نہ ہو سکا۔اسی وجہ سے ہر سال مسلمان ۸ شوال کا دن بطور یوم غم مناتے ہیں۔

واجبات نماز

1- نیت

سوال: کیااجزاء نماز میں پہلا جزء نیت ہے؟

جواب: جی ہاں اجزاء نماز میں پہلا جزء نیت ہے ۔

سوال: نماز کی نیت کیسے کی جائے گی؟

جواب: نیت ایک عمل قلبی ہے زبانی عمل نہیں، لہٰذا اس کے لئے کوئی لفظ معین نہیں، اس کا محل قلب ہے۔ نماز اللہ کے حکم کی تعمیل اور بجاآوری کیلئے پڑھنی چاہیے۔ ریاکاری نہیں ہونی چاہے اگر مقصد نماز میں تقرب الی اللہ نہیں ہے تو نماز باطل ہے۔

2- تکبیرۃالاحرام

سوال: تکبیرۃالاحرام کیا ہے؟

جواب: نیت کے بعد "اللہ اکبر" کہنا تکبیرۃالاحرام ہے۔

سوال: اگر کوئی مریض ہو اور اپنے قدموں پر کھڑا نہ ہوسکے، اگرچہ عصاء یا دیوار کا یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور چیز کا سہارا بھی نہ لے سکتا ہو تو پھر نماز کس طرح پڑھے؟

جواب: بیٹھ کر نماز پڑھے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر لیٹ کر نماز پڑھے۔

سوال: اگر کوئی تکبیرۃالاحرام کو قیام کی حالت میں کہہ سکتا ہوں مگر اس قیام کو جاری نہیں رکھ سکتا تو کیا کرے؟

جواب: قیام کی حالت میں تکبیر کہے اور باقی نماز کو بیٹھ کر یا لیٹ کر جیسا بھی اس کے لئے مناسب ہو پڑھے۔

(جاری ہے)

بچے کی تربیت میں باپ کا کردار

بچے کی تربیت میں جس طرح ماں کا کردار موثر ہے اسی طرح باپ کا کردار اور اس کی شخصیت بھی بچے کی تربیت میں موثر ہے باپ. بچے کی شخصیت کو صحیح طریقے سے پروان چڑھانے کیلیے ضروری ہے کہ والدین ذہنی اور جذباتی لحاظ سے تندرست ہوں. اگر ماں باپ ذہنی کشمکش اور مشکلات میں الجھے رہیں گے اور جذباتی لحاظ سے ان کی زندگی خوشگوار نہ ہوگی تو یہ چیز بچے کی ذات پر بھی اثر انداز ہوگی۔

اولاد کے حق میں سب سے بڑا اور اہم فریضہ صحیح تربیت ہے اولاد کا والدین پر حق ہے کہ وہ انہیں اسلام، دینداری اور اچھے اخلاق کی تربیت دیں۔ جس طرح قران کریم میں سورۂ تحریم آیت ٦ میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ: " اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں۔

والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آئیں اور بعض بچوں کو بعض پر ترجیح نہ دیں، بیٹے اور بیٹی کا امتیاز قائم کرکے ان کی شخصیت کو حقیر نہ بنائیں انہیں نفسیاتی الجھن میں مبتلا نہ کریں۔ کیونکہ ایسا رویہ ان پر ظلم ہے بلکہ معاشرے کے ساتھ خیانت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں: باپ پر واجب ہے کہ وہ بیٹے کے لیے اچھا نام اختیار کرے اور باادب بنائے (تحف العقول ۳۳۲). ہمارے چوتھے امام حضرت زین العابدین اپنی دعا میں ایک پیارا جملہ ارشاد فرماتے ہیں: خدایا اپنی اولاد کی تربیت، ادب اور نیکی کرنے میں میری مدد فرما (صحیفہ سجادیہ دعا ۲۵ ص ۱۷۰)۔ اور اسی طرح بچے کی تربیت کے بارے ایک اور فرمان ان امام کا منقول ہے۔ اپنے فرزند کا تم پر ایک حق یہ ہے کہ تم اسے اپنا سمجھو اور یہ بھی جان لو کہ اس دنیا میں اسکی ہر اچھائی وبرائی اور ہر نیکی وبدی کا تعلق تم سے ہے اور تمہیں یہ جاننا چاہئے کہ سرپرست ہونے کی وجہ سے اپنے فرزند میں حسن ادب، پیوست کرنے کی ذمہ داری تم پر ضروری ہے اور اسے خدا کی طرف متوجہ کرنے کا فرض بھی تمہارے سر پر ہے اس کے علاوہ خدا کی عبادت واطاعت میں بچے کی مدد کرنا تمہارا کام ہے صرف یہی نہیں بلکہ اس یقین کے ساتھ اچھی تربیت کرو کہ اگر عہدہ برآ ہوگئے تو تم نے گویا حق ادا کردیا اور خدا کی بارگاہ سے تمہیں اچھا اجر ملے گا اور اگر کوتاہی کی تو اس کی سزا بھی تمھیں ملے گی (تحف العقول ۲۸۹)

اپنی آرائش دین کی نظر میں

آج کل بہت کم ایسے لوگ ملیں گے جو گھر سے نکلتے وقت ایک نظر آئینہ پر نہ کرتے ہوں لباس کا مرتب ہونا ظاہری وضع و قطع کا عام مجمع میں حاضر ہوتے وقت ٹھیک ٹھاک کرنا ایک عادی کام اور ہمہ گیر عمل بن گیا ہے۔ ہمارے معصوم پیشواں نے بھی اس کی بڑی تاکید کی ہے۔اس سلسلہ میں سرور کائنات رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ (ص) فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ جب اس کا بندہ اپنے دینی بھائیوں کے پاس جائے تو خود کو آمادہ کرے اور اپنی آرائش کرے -"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے :"اللہ تعالیٰ زیبائی اور آراستہ کرنے کو پسند کرتا ہے اور پژمردگی اور اپنے آپ کو غبار آلود اور پژمردہ دکھلانے کو ناپسند کرتا ہے -"

پاکیزگی، انسان کی ذاتی اور سماجی سلامتی میں بے حد موثر ہونے کے ساتھ ساتھ دیکھنے والوں کی دلچسپی اور دل کی خوشی کا باعث ہے۔

امام علی رضا(ع) فرماتے ہیں :" پاکیزہ و صاف رہنا، انبیاء کے اخلاق میں شامل ہے"۔

ایک حدیث نبوی میں ایک گندے شخص کے بارے میں اس طرح آیا ہے :"اللہ تعالیٰ گندے اور گرد و غبار آلود شخص سے نفرت کرتا ہے "۔

بعض روایات میں خاص مقامات پر صاف و پاکیزہ رہنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق(ع) اپنی حدیث کے ایک حصہ میں فرماتے ہیں :"جب خداوند متعال کسی کو نعمت دے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اس کے اندر ملاحظہ کرے۔ پوچھا گیا وہ کس طرح؟ فرمایا: اپنا لباس صاف رکھے، خوشبو استعمال کرے، اپنے گھر کو پلاسٹر کرے اپنے گھر کے آنگن اور دالان میں جھاڑو لگائے یہاں تک کہ سورج غروب ہونے سے پہلے چراغ جلانے سے فقر و فاقہ دور ہوتا ہے اور رزق و روزی میں اضافہ ہو جاتا ہے -"

This document was created with Win2PDF available at http://www.daneprairie.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.